نقد و تحقیق

اکرام اللہ ساجد کیلانی

ع میراث میں ہاتھ آئی ہے انھیں مسندِ ارشاد

اک وکیلِ بدعت کے جواب میں

قارئینِ کرام کو یاد ہوگا، "حرمین" کے شمارہ محرم الحرام میں ہم نے ساتویں جماعت کی اردو کی کتاب میں شامل ایک مضمون "جشنِ عید میلاد النبیؐ ـــ روداد!" ـــ پر

"نصابِ تعلیم میں جاہلانہ، فرقہ وارانہ مواد"

کے عنوان سے اداریہ لکھا تھا ـــ اس کے جواب میں:

"شیخ الحدیث، بانی و مہتمم جامعہ فریدیہ ساہیوال، صدر جماعت اہل سنت پنجاب، فاتح عیسائیت، پیرِ طریقت حضرت علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب سرپرستِ اعلیٰ و مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ انوار الفرید ساہیوال"

نے اپنے ماہنامہ کے ادارتی صفحات میں "عید میلاد النبیؐ" کا جواز ثابت کرنے کی سعی نامشکور و ناتمام فرمائی ہے ـــ نامشکور اس لیے کہ انھوں نے اپنا سارا زورِ قلم بدعات کی وکالت پر صرف کیا ہے ـــ اور ناتمام اس لیے کہ وہ اس عید کے حق میں کوئی ایک دلیل بھی کتاب و سنّت، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ اربعہؒ، حتیٰ کہ مقلّد ہونے کے ناطے بالخصوص اپنے امام ابوحنیفہؒ سے بھی پیش نہیں کر سکے، اور نہ ہی نصاب میں شامل مذکورہ مضمون پر ہماری طرف سے وارد شدہ اعتراضات میں سے کسی ایک ہی اعتراض کا جواب انھوں نے دیا ہے ـــ ہاں البتہ

"ماہنامہ حرمین، جہلم کے مدیر کے جاہلانہ دلائل"

کے عنوان کے تحت یہ ضرور لکھا ہے کہ:

"مدیر صاحب کو ساتویں جماعت کی اردو کی کتاب میں جشن عید میلاد النبی کے الفاظ سے شدید صدمہ پہنچا ہے۔ شدید غصہ آیا۔ اور آپے سے باہر ہو گئے۔ کیا بعید مضمون لکھتے وقت منہ سے جھاگ بھی بہہ گیا ہو ــــ جو کچھ منہ میں آیا کہہ دیا۔ حرام، کفر و شرک کی ایسی تلوار چلائی کہ یہ بھی خبر نہ رہی کہ علامہ ابنِ تیتمیہ[1]، نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کا بھی قیمہ ہو رہا ہے۔" (انوار الفرید ص ۳-۴)

ہمارا اب تک کا تجربہ یہ ہے کہ اس مکتبِ فکر کے ایسے حضرات، جن کے صرف نام نامی ہی دو تین سطروں کو محیط ہوتے ہیں، ایک تو معقولیت اور اخلاق و آداب ان سے عموماً شکوہ کناں رہتے ہیں اور اپنے منصب و مرتبہ کا لحاظ بھی انھیں تہذیب سے گری ہوئی زبان کے استعمال سے نہیں روکتا ــــ دوسرے بہت سے القاب اپنی ذاتِ گرامی مرتبت میں جمع کر لینے کے باوجود علم و دانش سے انھیں خدا واسطے کا بَیر ہوتا ہے، حتیٰ کہ ان کی املا بھی درست نہیں ہوتی! ــــ ہمارے پہلے دعویٰ کی صحت پر تو ان کا مذکورہ بالا اقتباس شاہد ہے، جبکہ دوسرے دعویٰ کے اثبات کے لیے ان کے ماہنامہ "انوار الفرید" کا ایک مختصر سا جائزہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا!

ہم دیکھتے ہیں کہ "انوار الفرید"، کے بیرونی رنگین ٹائیٹل پر "سراج" اور "منیر" تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء گرامی میں سے ہیں اور ان لوگوں کے عقیدہ کے مطابق آپؐ ہی "نورِ مجسّم"، "نورٌ مِّن نور اللہ" بھی ہیں، لیکن رسالہ کا نام تجویز کرتے وقت انوارِ مصطفویؐ پر ان سے صبر نہیں ہو سکا، چنانچہ یہ "انوار الفرید" قرار پایا ہے ــــ کیا بعید کہ چند سال بعد "انوار الفرید" کی "خدماتِ جلیلہ" کے طفیل بابا فرید الدینؒ بھی "نورِ مجسّم" کی صفت میں شامل ہو جائیں اور اس ماہنامہ کے اجراء کا یہی مقصد بھی ہو! ــــ اور شاید اسی لیے بیرونی رنگین ٹائیٹل پر اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ درج ہیں تو اندرونی ٹائیٹل "فرید، فرید" پکار رہا ہے ــــ مثلاً:

"بظلِّ عنایت :۔ زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ" ــــ نگاہِ فیض :۔ فرید العصر حضرت میاں علی محمد خاں چشتی نظامی علیہ الرحمۃ" ــــ "سرپرستِ اعلیٰ :۔ پیر طریقت

---

[1] "ابنِ تیمیہ" کو "ابنِ تیتمیہ" (ت ی ت م ی ہ) لکھا ہے (انوار الفرید ص ۴ سطر ۱)

حضرت علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ"۔۔۔۔۔ "مدیرِ اعلیٰ علامہ محمد مظہر فرید شاہ"۔۔۔۔۔ "مدیر منتظم ارشاد احمد فریدی"۔۔۔۔۔ "ایڈیٹر ارشاد احمد فریدی"۔۔۔۔۔ "جامعہ فریدیہ ساہیوال کا ترجمان"۔۔۔۔۔ "ماہنامہ انوار الفرید ساہیوال"!

سطورِ بالا میں "بظلِّ عنایت" شاندار ترکیب ہے۔۔۔۔۔ "نگاہِ فیض" سے مراد یہ ہے کہ "علیہ الرحمۃ" ہونے کے باوجود آج بھی ان کی نگاہوں کا فیض جاری ہے، حالانکہ قرآنِ مجید بتلاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی میں بھی، خود ان کا اپنا بیٹا ان کی نگاہوں کے فیض سے محروم رہا (سورۂ ہود)۔۔۔۔۔ اور "زہد الانبیاء" یہ بتلا رہا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کا زہد حضرت بابا فرید الدینؒ میں جمع ہو گیا ہے (اناللہ!)۔۔۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ مذکورہ تمام ناموں میں سبھی نسبتیں انہی کی طرف ہیں، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فراموش ہو گئے۔۔۔۔۔ تاہم بیرونی ٹائیٹل پر آپؐ کو مقامِ الوہیت عطا فرما دیا گیا ہے۔۔۔۔۔ اس اجمال کی تفصیل ملاحظہ ہو:

ٹائیٹل پر حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اٹھتر ۷۸ اسمائے مبارکہ درج ہیں، حالانکہ انہی لوگوں کی کاوش سے ان کی تعداد کم و بیش ۹۹ ہے۔ چنانچہ تاج کمپنی کے مطبوعہ قرآنِ مجید کے نسخوں پر جہاں اللہ ربّ العزت کے اسمائے گرامی درج ہوتے ہیں، وہاں یہ نسخے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھی اتنے ہی اسماء کی خبر دیتے ہیں، تاکہ خالق اور مخلوق کے درمیان کوئی فاصلہ نہ رہے۔۔۔۔۔ علاوہ ازیں "انوار الفرید" نے جو نام حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گنوائے ہیں، ان میں "اوّل، آخر، ظاہر، باطن" بھی شامل ہیں، جو قرآنِ مجید میں اللہ رب العزت نے صرف اپنے لیے بتلائے ہیں۔۔۔۔۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝" (الحدید: ۳)

"وہی اوّل ۵ وہی آخر ۶ وہی ظاہر وہی باطن ۵ اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔"

(ترجمہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

"۵ قدیم ہر شے سے قبل اول بے ابتدا کہ وہ تھا اور کچھ نہ تھا ۶ ہر شے کے ہلاک و فنا ہونے کے بعد رہنے والا سب فنا ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ

رہے گا اس کے لیے انتہا نہیں ے دلائل و براہین سے یا یہ معنیٰ کہ غالب ہر
شے پر ے حواس اس کے ادراک سے عاجز یا یہ معنیٰ کہ ہر شے کا جاننے
والا !" (حاشیہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی)

قرآنِ مجید کی آیت اور مذکورہ ترجمہ، حاشیہ پکار پکار کر یہ کہہ رہے ہیں کہ "اول و آخر، ظاہر و باطن" اللہ تعالیٰ کے مخصوص اسماء مبارکہ میں سے ہیں، جنھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء میں شمار کر کے صریحاً شرک فی الاسماء والصفات کا ارتکاب کیا گیا ہے !

—— اسی پر بس نہیں، "انوار الفرید" کے صفحہ ۲۱ پر لکھا ہے ے

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت کے دن اگر مان گیا

خط کشیدہ الفاظ پر حاشیہ لے یوں لکھا ہے :

"لے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم !" (انوار الفرید صفحہ ۲۱، کالم ع۱، سطور آخری)

قارئینِ کرام کو یاد ہوگا، ہم نے اپنے مضمون "اہلِ سنت کون ؟" میں یہی شعر اسی مسلک کے ایک اور علامہ صاحب سے بھی نقل کیا تھا —— انھوں نے دوسرا مصرعہ یوں درج کیا تھا

ع "کل نہ مانیں گے قیامت کو اگر تو مان گیا

اور ان کے نزدیک "ان سے" کی ضمیر کا مرجع "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" نہیں، بلکہ "اولیائے کاملین" تھے۔

جب کہ قرآنِ مجید یہ فرماتا ہے :

"اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝"

"ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں" (ترجمہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

طرفہ یہ کہ مذکورہ شعر بھی "امام اہل سنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز" ہی کا ہے، کم از کم "انوار الفرید" نے ص۲۱ پر یہی بتلایا ہے، اور جو ان کے اپنے ہی ترجمہ کے خلاف ہے —— اس پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ ع

ایں ہمہ خانہ آفتاب است !

—— ادھر ص۲۰ پر نظر پڑتی ہے، تو یہاں چوکٹے میں "توحید" کے عنوان سے سورۂ

آلِ عمران کی آیت ۱۸ کا درج ذیل ترجمہ بھی درج ہے :

"خدا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے لوگ جو انصاف پر قائم ہیں وہ بھی (گواہی دیتے ہیں کہ) اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں !"

جب کہ "عبادت" کی تشریح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :

"الدّعاء ھو العبادۃ"

یعنی "دعاء و پکار (مافوق الاسباب) عبادت ہی ہے"

اس فرمانِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں "انوار الفرید" کے صفحہ ۲۰ پر قرآنی آیت کا درج شدہ ترجمہ یہ خبر دیتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا چاہیے، کیونکہ وہی لائقِ عبادت ہے اور یہی توحید ہے ـــــ توحید کی ضد چونکہ شرک ہے، اس لیے غیر اللہ کی پکار اور اس سے مدد مانگنا شرک ہوگا ـــــ لیکن اسی "انوار الفرید" کا صفحہ ۲۱ غیر اللہ سے مدد مانگنے کی باقاعدہ ترغیب و حکم بھی دے رہا ہے ـــــ یعنی :

"کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی" ـــــ "آپ بتلائیں کہ ہم بتلائیں کیا !"

قارئینِ کرام مذکورہ تفصیل کو بغور پڑھیں اور نوٹ فرمائیں کہ یہ ہے ان لوگوں کا مسلک وعقیدہ، جس کا نہ سر ہے نہ پیر ـــــ اک چیستاں ـــــ اک معمہ، نہ سمجھنے کا نہ سمجھانے کا ـــــ اور جس پر

؎ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا
بھان متی نے کنبہ جوڑا !

والی مثال صادق آتی ہے ـــــ نہ اللہ ربّ العزت سے انصاف ہے، نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیا دامنگیر ہے اور نہ بزرگانِ دین کی، کہ جن کا مشن ہی توحید و سنت کا پرچار تھا ـــــ کون کیا ہے؟ اس طبقہ کو یہ ہوش ہی نہیں ! ـــــ نہ جانے یہ لوگ قرآن و حدیث کا نام کس منہ سے لیتے ہیں اور اپنی ان خرافات کو قارئین کے سامنے پیش کرنے کی ہمت کیسے کر لیتے ہیں؟ ـــــ بایں ہمہ علامہ بھی بنے پھرتے ہیں، پیرِ طریقت بھی اور شیخ الحدیث بھی ـــــ لیکن :

"ابنِ تیمیہ" کو "ابنِ تیتیمیہ" لکھتے ہیں ـــــ "ملا علی قاری" کو "ملا علی قاذری" ـــــ

"الشمامۃ العنبریہ" کو "الشمامنۃ العنبریہ" ـــــ "ماثبت بالسّنّۃ" کو "ماثبت باالسّنّۃ" اور "علی الاطلاق" کو "علی الطلاق" تحریر فرماتے ہیں!

ـــــ اس کے باوجود اہلِ توحید و سنّت کے منہ آتے ہیں اور ان پر یوں طعن کرتے ہیں کہ ؎

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند و قبا دیکھ (صـ۴ سطر۲۵)

حالانکہ یہاں بھی دونوں مصرعوں میں ایک ایک غلطی موجود ہے!

ـــــ سو یہ ہے ماہنامہ "انوار الفرید" کا ایک مختصر سا جائزہ، جو ہمارے مذکورہ بالا دعوٰی کے اثبات کے لیے کافی ہے ـــــ اگرچہ مزید بھی بہت کچھ عرض کیا جا سکتا ہے لیکن اب ہم اصل مضمون کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ـــــ وبیدہ التوفیق!

علامہ صاحب نے اپنے جوابی مضمون کی ابتداء میں یہ فرمایا ہے:

"حضور سیدِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ اللہ تعالیٰ جلّ مجدہٗ کے احسانات میں سے ایک بہت بڑا احسان ہے۔ قرآنِ مقدّس فرماتا ہے۔ لقد منّ اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا۔ اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں پر احسان فرمایا۔ ان میں عظمت والا رسول بھیج دیا۔"

انھوں نے اپنے پورے مضمون میں قرآنِ مجید کی یہی ایک آیت درج کی ہے، لیکن اس سے بھی وہ اپنا گوہرِ مقصود حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں ـــــ اس میں کچھ شک نہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی مومنوں پر اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے، تاہم علامہ صاحب کا استدلال غلط ہے ـــــ انھوں نے آیت کو احسانِ ولادت کے ثبوت میں ذکر کیا ہے، حالانکہ یہاں ولادت کا نہیں، بعثت کا احسان جتلایا جا رہا ہے ـــــ اور علامہ صاحب "عیدِ بعثت النبیؐ" نہیں مناتے، "عید میلاد النبیؐ" مناتے ہیں، چنانچہ یہی ان کے مضمون کا عنوان بھی ہے! ـــــ لہٰذا انھیں چاہیے کہ قرآنِ مجید سے کوئی ایسی آیت پیش کریں، جس میں نہ صرف ولادت کا تذکرہ ہو، بلکہ یہ ان کی مروّجہ عید میلاد النبیؐ پر بھی شاہد عدل ہو!

ویسے بھی یہ آیت خود ان کے اپنے عقیدہ و مسلک کے خلاف پڑتی ہے ــــ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے "رسولا" پر فل سٹاپ لگا دیا ہے اور اس کے معاً بعد کے الفاظ "مِّنْ اَنْفُسِهِمْ" چھوڑ دیئے ہیں ــــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ۔ الاٰية!" (آلِ عمران: ۱۶۴)

"بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا" (ترجمہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

"انھیں میں سے" "مِنْ اَنْفُسِهِمْ" کا ترجمہ ہے ــــ اب ظاہر ہے، یہ الفاظ درج کرنے سے حضورؐ کی بشریت تسلیم کرنا لازم آتی تھی، جب کہ ان کا عقیدہ "مِنْ اَنْفُسِهِمْ" کی بجائے "نور من نور اللہ" کا ہے! تاہم اس کتمانِ حق کے باوجود وہ عجیب مخمصے سے دوچار ہو گئے ہیں ــــ ایک طرف "نور من نور اللہ" کا عقیدہ ہے، تو دوسری طرف "میلاد النبیؐ" کا عنوان، جو ولادت کی خبر دیتا ہے ــــ کوئی ان بھلے مانسوں سے پوچھے کہ بھلا اللہ کے نور کی بھی ولادت ہُوا کرتی ہے؟

۵ــ
دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

اس کے بعد انھوں نے طبرانی ابنِ خلدون کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

"(ان کی) تحقیق کے مطابق (آپؐ) ۱۲ ربیع الاول شریف پیر کے دن اس خاکدانِ عالم میں جلوہ گر ہوئے!"

حالانکہ تاریخ ولادت میں اختلاف ہے اور محقّق یہ ہے کہ یہ ۹ ربیع الاول ہے، جس کی تفصیل "حرمین" کے شمارہ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ میں دیکھی جا سکتی ہے ــــ تاہم اگر اس تفصیل سے صرفِ نظر بھی کر لیا جائے، ان کے امام اہلِ سنّت مولانا احمد رضا خاں بریلوی ۱۲ ربیع الاول ہی کو وفات کا دن بھی بتلاتے ہیں:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کو ہے اور اسی میں وفات شریف ہے" (ملفوظات ج ۳ ص ۱۳۲)

ــــ عقلِ سلیم تقاضا کرتی ہے اور تجربہ بھی شاہد ہے کہ مسرّت و غم کے لمحات اگر اکٹھے

ہو جائیں تو خود مسرت بھی سوگوار ہو جایا کرتی ہے ___ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دنیا سے اٹھ جانا اتنا بڑا حادثہ تھا کہ صحابہ کرام رضؓ کی تو دنیا ہی تاریک ہو گئی تھی :

"فلمّا کان الیوم الّذی مات فیہ اظلم منہا کلّ شیئ" (مشکوٰۃ ص۵۴۷)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس قدر تاریک دن کبھی نہیں دیکھا، جس قدر کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کا دن! ___ ابوبکر صدیق رضؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں ___ عمر فاروق رضؓ ایسے رجل عظیم صدمہ سے بے حال ہو گئے تو تلوار کھینچ لی کہ جس نے رسول اللہ کے بارے کہا، آپؐ فوت ہو گئے ہیں، میں اس کی گردن اڑا دوں گا ___ حضرت فاطمۃ الزہراء فرما رہی ہیں، ابا جان کی وفات کا صدمہ جو مجھے پہنچا ہے، اگر روشن دنوں پہ ڈال دیا جائے تو وہ بھی تاریک ہو جائیں ___ اور حضرت بلالؓ کی حالت کا نقشہ تو خود علامہ صاحب نے "انوار الفرید" کے اسی شمارہ میں جناب محمد الیاس قادری صاحب کے قلم سے یوں کھینچا ہے کہ :

"سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصالِ ظاہری (دنیا سے پردہ فرمایا) تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ (ہم نے غلط نہیں کہا تھا کہ "ایں ہمہ خانہ آفتاب است"! ___ اب ان صاحب کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہاں "عنہ" کی بجائے "عنہم" آنا چاہیے ___ ناقل!) پر قیامت قائم ہو گئی۔ غم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لوگ بے حال اور نڈھال ہو گئے۔ ان میں بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں دیوانہ وار پھرتے تھے اور لوگوں سے پوچھتے :

بھائیو! تم نے کہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا ہے۔ بھائیو! مجھے بھی دیدار کرا دو۔

بھائیو! مجھے سرکار (صلی اللہ وآلہ وسلّم (درود کے الفاظ میں "علیہ" شامل کر لیجئے ___ ناقل!) کا پتہ ہی بتا دو ___ بھائیو! میرے آقا (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کہاں چلے گئے؟ (علامہ صاحب! "حاضر ناظر"، کا تو خیال رکھیے ___ ناقل!)

آخر کار حضرت بلال رضی اللہ عنہ جدائی کی تاب نہ لا کر مدینہ منورہ سے ہجرت کر گئے اور ملکِ شام کے شہر حلب میں چلے گئے" (انوار الفرید ص۱۲)

___ لیکن علامہ صاحب ہیں کہ اس کے باوجود یہ نعت سن رہے ہیں ؎

دم بدم پڑھو درود حضرت بھی ہیں یہاں موجود

——— علاوہ ازیں یہ انہی کی ہمت ہے کہ اس جانکاہ صدمہ کے موقع پر بھی زرق برق لباس پہنے، پھولوں کی بارش ہیں، رنگ برنگ جھنڈیوں کے زیرِ سایہ، جلوسوں کی قیادت فرما رہے ہیں، دعوتیں اڑا رہے ہیں اور جشن منا رہے ہیں! ——— ادھر کچھ بے فکرے اٹھتے ہیں تو وہ ڈھولک کی تھاپ پر رقص کرنے لگتے ہیں ——— مصنوعی پہاڑیوں پر محفل جمائے، ٹیپ ریکارڈر سے ابلنے والے گندے، فحش، بے ہودہ، بے حیا فلمی گانوں کی لے پر ڈسکو ڈانس شروع کر دیتے ہیں ——— تاکہ دیکھنے والے دیکھ کر ہی کانوں پہ ہاتھ رکھ لیں کہ آہ! یہ ہیں محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے؟ "آخر الامم، خیر امّۃ" کے فرزانے، رسولؐ اللہ کے دیوانے ——— اور خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا، جو آپؐ کی عقیدت و محبت میں یوں بے حال ہو رہے ہیں ——— کیوں نہ ہو

ع غلام ہیں، غلام ہیں ——— رسولؐ کے غلام ہیں!

اور ؎

جو ہو نہ عشقِ مصطفےٰؐ، تو زندگی فضول ہے
غلامیٔ رسول میں، موت بھی قبول ہے!

اللہ تعالیٰ نظرِ بد سے بچائے ——— آمین!

علامہ صاحب نے "تاریخ ولادت" درج کرنے کے بعد "میلاد شریف" کے معانی بتلائے ہیں لیکن مذکورہ بالا تلخ حقائق کو گول کر دیا ہے ——— حالانکہ ان میلادیوں ہی کی شہ پر، نیز بدعات پر ان کی دلیری کی وجہ سے امتِ مسلمہ اب جس ڈگر پہ چل نکلی ہے اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم، کہ جن کا مشن "امر بالمعروف، نہی عن المنکر" تھا، خود آپؐ ہی کی محبت و عقیدت کے حوالہ سے بے عملی و بد عملی کا سیلاب جو امت میں در آیا ہے، اسے روک لینا اب ان میلادیوں کے بھی بس کا روگ نہیں رہا!

بہر حال "میلاد شریف" کے وہ معانی بتلا کر کہ حقائق سے جنھیں بہت کم واسطہ ہے، مثلاً:

> "آپؐ کے فضائل و کمالات کا ذکر کرنا، سیرتِ طیبہ کے عنوان سے ملت کو متعارف کرانا (وغیرہ) میلاد شریف کہلاتا ہے!" . . . . . .

. . . علامہ صاحب نے کچھ کتابوں کے حوالے دیئے ہیں اور ان کے مصنفین کے بارے یہ دعویٰ کیا ہے کہ:

"انھوں نے ایسی محافل کے انعقاد کو جائز، مستحسن اور بابرکت قرار دیا ہے!"

اس سلسلہ میں پہلی گزارش تو یہ ہے کہ جن لوگوں کی بات انھوں نے کی ہے، اگر وہ میلاد کی موجودہ محفلوں کو دیکھ لیتے تو صورتِ حال یقیناً مختلف ہوتی ــــ ویسے بھی علامہ صاحب نے حوالوں کا صرف تذکرہ کیا ہے، ان میں سے کسی ایک کی بھی کوئی عبارت نقل نہیں کی، تاکہ یہ راز سربستہ ہی رہے، کس شخص نے کون سی بات کس سیاق و سباق میں کہی ہے؟ ــــ اور یہی ان لوگوں کی عادت بھی ہے ــــ چنانچہ مشاہدہ یہ بتلاتا ہے کہ یا تو وہ بات کو سمجھ ہی نہیں پاتے کہ کہنے والا کہہ کیا رہا ہے؟ (تفصیل آگے آ رہی ہے!) اور یا پھر ان کے حوالوں میں گھپلا ہوتا ہے ــــ یعنی، یہ "وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى" کے ذکر کے بغیر، "لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ" کا مصداق ہوتے ہیں! ــــ مثلاً اوپر ہم نے ذکر کیا کہ علامہ صاحب نے "اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا" پر بات ختم کر دی ہے، حالانکہ یہاں کسی بھی قسم کا کوئی وقف نہیں ہے، بلکہ اس کے بعد کے الفاظ "مِّنْ اَنْفُسِهِمْ" کے پہلے حرف "م" پر "تشدید" ہے جو وصل کا تقاضا کر رہی ہے ــــ اس کے باوجود انھوں نے یہ الفاظ چھوڑ دیئے ہیں تاکہ یہ ان کے مزعومہ عقیدہ کے لیے خطرناک ثابت نہ ہوں!

ثانیاً یہ کہ "پیرانِ طریقت" کے بارے معتقدین میں مشہور تو یہ ہے کہ وہ غیب کی باتوں کی بھی اطلاع دے دیتے ہیں، لیکن ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ان کی یادداشت تک نے جواب دے دیا ہے ــــ اب انھیں کون یہ یاد دلائے کہ ہم وہی ہیں، جنھیں یہ خود "غیر مقلد" کہتے ہیں ــــ سنئے حضرت! ہمارے نزدیک دین میں حجت یا تو فرمانِ الٰہی ہے اور یا پھر فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ــــ باقی سب کے بارے ہمارا رویہ "خذ ما صفا ودع ما کدر" کا ہے ــــ جو کتاب و سنّت کے مطابق ہو، ہم آپ کے "اعلیٰ حضرت" سے بھی قبول کر لیتے ہیں ــــ اور جو ان کے خلاف ہو، وہ ہمارے ہاں بار نہیں پاتا، خواہ یہ ہمارے اپنے ہی کسی بڑے سے بڑے عالم کا کیوں نہ ہو! ــــ ہمارے اس عقیدہ سے واقف ہونے کے باوجود آپ کتاب و سنت کو چھوڑ کر، دیگر حوالے ہمارے سامنے کس خوشی میں پیش فرماتے ہیں، اور آپ کے ان پیش کردہ حوالوں کی کیا وقعت باقی رہ جاتی ہے؟

ہاں اتمامِ حجت کی خاطر ہم مختصراً نواب صدیق حسن خانؒ اور امام ابنِ تیمیہؒ سے متعلق عرض کر دیتے ہیں، کیونکہ علامہ صاحب نے بالخصوص ان کا تذکرہ فرمایا ہے! ــــ قارئینِ کرام، یہ وہی

مقام ہے جہاں انھوں نے ہمارے منہ سے جھاگ بہنے کی خبر دی، اور ان دونوں بزرگوں کا قیمہ ہونے کی اطلاع بہم پہنچائی ہے! ـــــ جہاں تک نواب صاحب کا تعلق ہے، "الشمامۃ العنبریہ" سے "میلاد شریف کے جواز کا" علامہ صاحب کا متذکرہ دعویٰ اگر درست ہے، تو خود نواب صاحب ہی سے اس کے خلاف بھی منقول ہے ـــــ آپ "دلیل الطالب" کے ص۴۰۶ پر فرماتے ہیں:

"مخترع او سلطان مظفر ابو سعید کوکبوری بن زین الدین صاحبِ اربل است کہ در مائۃ سابع بود۔"

یعنی "اس (عید میلاد کی بدعت) کا مخترع (وموجد) سلطان مظفر ابو سعید کوکبوری بن زین الدین والیٔ اربل تھا، جو ساتویں صدی ہجری میں ہو گزرا ہے۔"

یہ عبارت خود بول رہی ہے کہ نواب صاحب عید میلاد کو جائز و مستحسن نہیں سمجھتے، بلکہ انھوں نے اسے ایک عیّاش حکمران[1] کی اختراع قرار دیا ہے۔

اور جہاں تک امام ابنِ تیمیہؒ کا تعلق ہے، تو علامہ صاحب نے ان کے بارے صرف یہ درج کیا ہے:

"علامہ ابنِ تیمیہ نے اقتضاء الصراط میں ص۲۹۷ پر!"

اب جب ہم مذکورہ مقام دیکھتے ہیں تو یہاں عبارت یوں درج ہے:

"تعظیم المولد واتّخاذہ موسمًا قد یفعلہ بعض النّاس ویکون لہٗ فیہ اجرٌ عظیم، لحسن قصدہٖ وتعظیمہ لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، کما قدمتہٗ لك انّہٗ یحسن من بعض النّاس ما یستقبح من المؤمن المسدّد، ولھٰذا قیل للامام احمد عن بعض الامراء: انّہ انفق علی مصحف الف دینار ونحو ذالك فقال: دعہ، فھٰذا افضل ما انفق فیہ الذّھب، اوکما قال ـــــ مع انّ مذھبہ: انّ زخرفۃ المصاحف مکروھۃ ـــــ ولیس مقصود احمد ھٰذا وانّما قصدہ انّ ھٰذا العمل فیہ مصلحۃ وفیہ ایضًا مفسدۃ کرہ لاجلھا ـــــ فھٰؤلاء ان لّم یفعلوا ھٰذا والّا اعتاضوا الفساد الّذی لاصلاح فیہ مثل ان ینفقھا

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے "محدث" جلد ۲، شمارہ ۱، ص۲۹۔

فی کتاب من کتب الفجور، ککتب الاسمار والاشعار؛ اوحکمة فارس والروم۔ (اقتضاء الصراط المستقیم، ص۲۹۷ - ص۲۹۸)

"پس مولدِ نبوی کی تعظیم اور اسے عید بنانے ہیں، جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں، ممکن ہے کہ (اس کے مرتکب کو) اس کی نیت کی نیکی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے اجرِ عظیم ملے ـــــ لیکن جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ بعض لوگوں کے ایسے اعمال بھی قبول ہو جاتے ہیں جو مومن صادق سے قبول نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ امام احمدؒ سے کسی حاکم کے متعلق کہا گیا کہ اس نے قرآنِ مجید پر ایک ہزار دینار صرف کیے ہیں، تو آپؒ نے جواب دیا: "اسے کچھ نہ کہو، یہ افضل ترین چیز ہے جس پر اس نے خرچ کیا ہے!" حالانکہ امام احمدؒ کے مذہب میں قرآنِ مجید کی آرائش مکروہ ہے ـــــ امام احمدؒ کے قول کی توجیہ یہ ہے کہ یہ عمل اگرچہ فساد سے خالی نہیں، اپنے اندر ایک مصلحت بھی رکھتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر یہ لوگ ایسی چیزوں پر اپنی دولت خرچ نہ کریں تو ایسے کاموں پر خرچ کرنے لگیں گے جو بہت زیادہ برے ہیں اور کوئی بھلائی اپنے اندر نہیں رکھتے۔ مثلاً اگر یہ شخص قرآنِ مجید کی تزئین کی بجائے فسق و فجور، لہو ولعب، اشعار یا فلسفۂ یونان کی کتابوں پر بھی روپیہ خرچ کرتا تو ظاہر ہے کہ اور بھی زیادہ برا ہوتا!"

مذکورہ عبارت سے قارئینِ کرام کو کچھ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اصل صورتِ حال کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ "اقتضاء الصّراط المستقیم" میں امام صاحب علیہ الرحمۃ نے بدعت کی مذمت پر بڑی تفصیلی بحث کی ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ پوری کتاب کا موضوع ہی شرک و بدعت کی تردید اور توحید و سنت کا اثبات ہے ـــــ ہماری منقولہ بالا عبارت اسی مذمت بدعت کی بحث کے ضمن میں ہے، یہ بحث کئی صفحات قبل چلی ہے اور اس عبارت کے بعد بھی متعدّد صفحات کو محیط ہے ـــــ چنانچہ خود عبارت سے بھی یہی بات عیاں ہے، اور یہ ماقبل و مابعد کی عبارتوں کا تقاضا کر رہی ہے ـــــ طرفہ یہ کہ امام صاحب اس سے قبل "میلاد" کے بارے مستقلاً یہ لکھ چکے ہیں کہ:

"اسی طرح نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے دن کی تعظیم کا معاملہ ہے۔ مسلمان

یہ چیز یا تو عیسائیوں کی تقلید میں کرتے ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کے یومِ ولادت میں عید مناتے ہیں اور یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بدعت پر نہیں، لیکن اس محبت اور اجتہاد پر انھیں ثواب دے گا۔ (لیکن جسے معلوم ہو جائے کہ یہ چیز بدعت ہے اور اس پر بھی اس کا مرتکب ہو تو ایسی صورت میں ثواب نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کا اندیشہ ہے ــــ (حاشیہ میں وضاحت) لیکن اس دن کو عید نہیں بنانا چاہیے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخِ ولادت میں اختلاف ہے، پھر سلف نے اسے عید نہیں بنایا .... اگر ایسا کرنا اچھا ہوتا یا اس میں کوئی خوبی ہوتی تو سلف صالح ہم سے کہیں زیادہ اس کا اہتمام کرتے، کیونکہ وہ ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم سے سرشار اور نیکی کی طرف ہم سے زیادہ تیز قدم تھے۔ لیکن انھوں نے کبھی ایسا نہیں کیا!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم کے اظہار کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ میلاد کی محفلیں رچائی جائیں۔ بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں آپؐ کی پیروی کی جائے، آپؐ کے احکام پر چلا جائے، آپؐ کی سنت زندہ کی جائے، آپؐ کی لائی ہوئی ہدایت پھیلائی جائے اور اس راہ میں دل سے، ہاتھ سے، زبان سے جہاد کیا جائے ــــ یہی راہ سابقون اوّلون کی تھی، اسی طریقے پر مہاجرین و انصار چلتے تھے اور اسی پر ان کے بعد تمام سلف صالح قائم تھے"!

(منقول از "جادۂ حق"، اردو ترجمہ "اقتضاء الصراط المستقیم" ص ۶۲ - ۶۳)

علامہ صاحب! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہاں قیمہ کس کا ہو رہا ہے؟ ــــ یقین جانیئے، جیسا کہ اوپر ہم نے اشارتاً ذکر کیا، اگر آپ کی موجودہ محافلِ میلاد کو امام صاحب ملاحظہ فرما لیتے تو ان کے قلم کی کاٹ دید کے قابل ہوتی ــــ کیونکہ یہ وہ عظیم مجاہد ہے جو باطل کے خلاف عمر بھر شمشیرِ بے نیام رہا، اور صرف قلم سے ہی نہیں، تلوار سے بھی اس نے فریضۂ جہاد سرانجام دیا ہے!

قارئینِ کرام نے بھی دیکھ لیا کہ علامہ صاحب نے امام ابنِ تیمیہؒ سے کہاں تک انصاف کیا ہے؟ ــــ چنانچہ یہ لکھ دیا کہ:

"علامہ ابنِ تیمیہ نے اقتضاء الصراط میں صٓ ۲۹۷ پر .... ایسی محافل کے انعقاد کو جائز، مستحسن اور بابرکت قرار دیا ہے!"

اب دو ہی صورتیں ممکن ہیں — یا تو وہ امام صاحب کی عبارت کو سمجھ ہی نہیں سکے ظاہر ہے کہ جو صاحب "ابنِ تیمیہ" کو "ابنِ تیتمیہ" لکھتے ہوں، وہ ان کی تحریر کیوں کر سمجھیں گے؟ — یا پھر وہ اصل صورتِ حال سے واقف تھے، اور اس کے باوجود انھوں نے اسے اپنے مسلک کی تائید میں پیش فرمایا ہے، تو یہ صریح بددیانتی ہے اور ہمارے مذکورہ بالا دعویٰ کا منہ بولتا ثبوت کہ ان حضرات کے پیش کردہ حوالوں میں گھپلا ہوتا ہے — چنانچہ دیگر حوالہ جات سے بھی ان کا یہی سلوک عین ممکن ہے!

بہر حال دونوں ہی صورتیں خطرناک ہیں — جب علماء ہی جہالت کا مرقع بھی ہوں اور کتمانِ حق کے مرتکب بھی، تو اس پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ

ع میراث میں ہاتھ آئی ہے انھیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

(جاری ہے)

ضروری اعلان

بیس ۲۰ روپے کی کتابیں صرف بارہ روپے برائے پارسل، بک پوسٹ وغیرہ اخراجات کے لیے بذریعہ منی آرڈر بھیج کر حاصل کریں۔ سٹاک بہت کم ہے، لہٰذا جلدی آرڈر دیں تاکہ بعد میں پچھتانا نہ پڑے۔

منتظم ادارہ دعوت قرآن
۱۱۶ بالمقابل شمالی دروازہ مسجد جٹاں
اچھرہ لاہور
پوسٹ کوڈ ۵۴۶۰۰